فضائل حضرت امام رضا علیہ السلام علیہ التحیۃ والثنا

امتیاز الشعراء مولانا سید محمد جعفر قدسیؔ جائسی

ہوئے رخصت سکون وصبر وعقل و ہوش دم بھر میں
کہاں کا اضطراب آیا الٰہی قلبِ مضطر میں

قدر انداز کے قربان، جذب عشق کے صدقے
ترازو دل ہوا تیر نگاہِ ناز دلبر میں

کوئی پہلو نکل آئے پئے تسکین خاطر بھی
اگر درد محبت کروٹیں لے قلبِ مضطر میں

نظر نیچی کئے ہے کیوں وہ، میرا دل دھڑکتا ہے
کہیں ظالم کی رُسوائی نہ ہو بازارِ محشر میں

گذرتی ہے جو میرے دل پہ وہ تو کہہ نہیں سکتا
مگر کل سے سوا درد آج کچھ ہے قلبِ مضطر میں

کوئی دم چین سے کس طرح گذرے غم نصیبوں کو
زمانے بھر کی گردش آ گئی اپنے مقدّر میں

فدائے روئے جاناں ہوں، نثار حسن دلبر ہوں
نگاہِ شوق میں جو ہے وہی ہے قلبِ مضطر میں

مری آزادیوں میں کیوں نہ ہوں پابندیاں مضمر
کسی کی زلف کا سودا سمایا ہے مرے سر میں

کرامت عشق کی یا حسن کا نیرنگ اسے سمجھو
سکونِ جانفزا ہے اضطرابِ قلبِ مضطر میں

نکل جاتا ہے دم اور خوں نہیں دیتی رگ گردن
الٰہی کس غضب کی کاٹ ہے قاتل کے خنجر میں

کسی کا اضطراب درد اُلفت کوئی کیا جانے
نہ جب تک گھر بنا لے مضطرب کے قلبِ مضطر میں

شبِ فرقت کروں تو ضبطِ آہِ آتشیں لیکن
وفورِ سوزِ غم سے آگ لگ جائے نہ بستر میں

دل شیدا کی صورت منقلب ہوتا ہے عالم بھی
قیامت کا اثر ہے گردشِ چشمِ فسوں گر میں

وفور درد سے فریاد کیا کرتے ہو اے قدسیؔ
کوئی مطلع پڑھو مدحِ امام فیض گستر میں

رضاؑ کے نور کی تنویر خورشیدِ منور میں
رضاؑ کے حسنِ عالمتاب کا جلوہ جہاں بھر میں

ولیِّ کبریا یہ ہے وصیِّ مصطفیؐ یہ ہے
رواں ہے سکّۂ رعب و جلالت بحر میں بَر میں

دم داد و دہش اللہ رے اخلاص مولا کا
کہ اب تک بخشش واحساں کے چرچے ہیں جہاں بھر میں

منازل وحی کے، عارف مقاماتِ رفیعہ کے
مدارج اس کے ہیں مرقوم تنزیل مطہّر میں

مسیحا کا مسیحا اور ہے خالق نما بندہ
جلا دے مردۂ صد سالہ کو یہ ایک ٹھوکر میں

خدا تصدیق فرماتا ہے اس کے عشقِ صادق کی
ہے کون ایسا خدا کا چاہنے والا جہاں بھر میں

مُرادیں ہوگئیں حاصل، مدارج ہوگئے اعلیٰ
جو پہنچا روضۂ پاکِ امامِ فیض گُستر میں

اسی کے جلوہ خانے میں طبق گلزار جنت کے ملک حاضر اسی کی بارگاہ عرش منظر میں
اسی کے جود و احساں سے زمانہ فیضیاب اب تک اسی کے روئے تاباں کی تجلّی ماہ و اختر میں
اسی کا نور پُر تنویر نور انورِ باری یہی ہے جلوہ آرا بارگاہِ ربِّ اکبر میں
رضاؑ اس کا لقب ہے اور علیؑ اسم گرامی ہے کیا ہے اس کو حق نے ذی شرف آل پیمبرؐ میں
علیؑ مرتضیٰ کی طرح اعلیٰ مرتبہ اس کا حبیبؐ کبریا کی طرح بے ہمتا جہاں بھر میں
پڑھو قدسیؔ پڑھو اک منقبت افروز مطلع اب مزہ ملتا ہے دل کو شہ کی مدح روح پرور میں
تری تصویر ہے آئینہ قلبِ پیمبرؐ میں تو ہی تو ہے نگاہِ انتخاب ربِّ اکبر میں
کسی سے کیا ہو تیرا وصف اے ممدوح ربّانی تری توصیف کے آیات ہیں قرآنِ اطہر میں
خدا نے سِلکِ معصومین میں رکھا تجھے پھر بھی رہا خوفِ الٰہی جاگزیں قلبِ مطہّر میں
یہ کیا انداز ہے اے ساز وحدت چھیڑنے والے تو ہی ہے زیر و بم ہر نغمۂ اللہ اکبر میں
خموشی سے مصالح بیشمار آئینہ دنیا پر ہزاروں حکمتیں پنہاں کلام وحی مظہر میں
قسم حق کی نہیں ممکن ترا حق سے جدا ہونا ترے پیکر میں حق، تو جلوہ آرا حق کے پیکر میں
بشر کا کام تو مردے جلا دینا نہیں، لیکن تری خاطر سے جان آتی تھی پھر بے روح پیکر میں
تری مشکل کشائی شش جہت پر آشکارا ہے تری حاجت روائی کا ہے ڈنکا ہفت کشور میں
رضا جویانِ خالق گوش بَرآواز ہیں قدسیؔ کوئی مطلع پڑھو پھر مدحتِ ممدوحِ داور میں
نہیں تھا دولتِ دنیا سے کچھ بھی آپ کے گھر میں مگر جاری رہا دریائے بخشش بحر میں بَر میں
زمانہ آپ کو سمجھے نہ کیوں مخصوص یزدانی مکارم آپ کے مذکور ہیں قرآنِ داور میں
جو کچھ منشائے قدرت ہے بس اس کو آپ ہی سمجھیں خدا کے فضل سے قرآن اُترا آپ کے گھر میں
لبِ قدرت ثنا خواں آپ کے اللہ ری عزّت فضیلت آپ کی یٰسیٓن میں، طٰہٰ میں، کوثر میں
فضیلت کے نہیں منکر بصیرت کی نظر والے فضائل آپ کے موجود احادیث پیمبرؐ میں
کتاب اللہ گویا ہے زبانِ بے زبانی سے نہیں ہے آپ سا حاجت روا کوئی جہاں بھر میں
سوئے قدسیؔ نگاہِ لطف کیوں ہوتی نہیں مولا کمی کس بات کی ہے بارگاہِ فیض گُستر میں
دل ناکام ہے اور نوحۂ خونِ تمنا ہے نہیں ہے چین دم بھر کو بھی عہد فتنہ و شر میں
ادھر بھی اک نظر للہ اے حاجت روا سب کے بہت سی آرزوئیں مضطرب ہیں قلبِ مضطر میں